OPEN ACCESS
Al Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219
ISSN (PRINT): 2707-1200

ARJISH, Vol: 5, Issue: 3,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjish.v5.3(21)u19.205-223
http://www.arjish.com

اقسام حدیث اور ان کا دائرہ کار

Types of Hadith and their scope

Ali Nawaz*
Prof: Dr. Matloob Ahmad**

Abstract

As a source of Islamic law, the word hadith does not need much introduction in scholarly circles, it has always been of fundamental importance in Islam and significant work has been done on this subject in ancient and modern times. In Islamic sciences, reference is made only to the hadith and the sanad of jurisprudence is taken from the hadith itself and the truth is that no subject of Islam is complete without knowing it. Why is there a need for classification in Hadith? Due to the multiplicity of conquests, when Islam began to spread in different tribes and remote areas, the Companions settled in different places. As a result, there was a shortage of people with knowledge of hadith. Gradually, falsehoods began to spread against the truth. People started fabricating hadiths for their own purposes and attributing it to the Holy Prophet (PBUH). In condemnation of virtue and opponents, to please the kings and careless speakers will start fabricating hadiths to add color to their speeches, So in view of these critical circumstances, the scholars of the time felt the need to compile the hadith and bring it in book form. So the scholars and the students of Hadith got ready for this task. At that time, the muhaddithin considered the service of knowledge of hadith to be better than night vigil and they spent most of their dear life for this important work. The subject separated the narrations, laid down the principles for the identification of authentic and weak ahaadeeth, which is called knowledge of hadith, without knowing these sciences no one can speak in ahaadeeth.

Keywords: source, Islamic law, hadith, introduction, fundamental, classification, significant, sciences.

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین وسید المرسلین کا شرف بخشا، آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کو تکمیل دین کا اعزاز بھی عطا فرمایا۔ دین اسلام کے دو بنیادی وصف ایسے ہیں جن میں دوسرا کوئی دین ومذھب کسی طرح بھی اس دین کا شریک وسہیم نہیں۔ ایک تکمیل دین، دوسرا حفاظت وتدوین کا پہلو، جس کے سبب یہ دین ہم تک پہنچا۔

ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے حدیث کی تقسیم:

ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے حدیث کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ متواتر، ۲۔ آحاد

وجہ حصر: یا تو حدیث کے طرق محصور ہوں گے یا غیر محصور، بصورت ثانی متواتر ہے اور بصورت اول آحاد ہے۔

حدیث متواتر کی تعریف:

* Ph.D Research Scholar, The University of Faisalabad.
Email: alinawazonline777@gmail.com
** Chairman, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Faisalabad.
Email: dr.matloobahmed786@yahoo.com

متواتر، تواتر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور تواتر لغت میں کسی کام کے مسلسل اور پے در پے ہونے کو کہتے ہیں، جیسے کہا جاتا ہے:

تواترالمطرای تتابع نزوله-(۱)

یعنی مسلسل بارش ہوئی۔

اور اصطلاح حدیث میں حدیث متواتر کہتے ہیں:

مانقله عددلایمکن مواطاتھم علی الکذب عن مثلھم ویستوی طرفاہ والوسط،ویخبرون عن حسی لامظنون ویحصل العلم بخبرھم-(۲)

خبر متواتر جس سے تعلق رکھنے والی ایسی خبر کو کہتے ہیں جس کو اتنی کثیر تعداد نے نقل کیا ہو کہ عقل ان کے جھوٹ پر اتفاق کو محال سمجھے اور یہ کثرت سند کے ہر طبقے میں برقرار رہے۔

تعریف مذکور کی روشنی میں متواتر اس خبر کو کہتے ہیں جس میں درج ذیل چار شرائط پائی جائیں:

۱۔ ناقلین کثیر ہوں، ناقلین کی کثرت کے بارے کئی اقوال ہیں، بعض چار، بعض پانچ، بعض سات، بعض دس، بعض بارہ، بعض چالیس، بعض ستر اور بعض اس سے بھی زائد کے ساتھ مقید کرتے ہیں جبکہ حافظ ابن حجر کی اس بارے میں رائے یہ ہے کہ کثرت کے لئے کوئی تعداد متعین نہیں کی جاسکتی، بلکہ اتنے کثیر راوی ہونے چاہئے کہ عقل ان کے جھوٹ پر اتفاق کو محال سمجھے۔(۳)

۲۔ اتنے کثیر راوی ہوں کہ عقل ان کا جھوٹ پر سمجھوتا محال ہو۔

۳۔ بکثرت سند کے تمام طبقات میں پائی جائے۔

۴۔ خبر کے حصول کا ذریعہ انسانی حواس ہوں، مثلا دیکھنا، سننا وغیرہ۔

حدیث متواتر کی اقسام:

حدیث متواتر کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ متواتر لفظی ۲۔ متواتر معنوی

متواتر لفظی کی تعریف:

هوماتواترلفظه ومعناه-(۴)

متواتر لفظی ایسی حدیث کو کہتے ہیں جس کے الفاظ اور معنی دونوں تواتر کے ساتھ منقول ہوں۔

مثال: من کذب علی متعمدافلیتبوامقعدہ من النار۔(۵)

متواتر معنوی کی تعریف:

هوماتواترمعناه دون لفظه-(٦)

متواتر معنوی ایسی حدیث ہوتی ہے جس کا صرف معنی تواتر سے منقول ہو۔

مثال: ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے متعلق تقریباً سو احادیث آئی ہیں، سب کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا میں ہاتھوں کو اٹھایا، لیکن ان احادیث کے الفاظ الگ الگ ہیں۔(۷)

حدیث متواتر کا حکم:

وھوالمفیدالعلم الیقینی---والمتواترلایبحث عن رجالہ بل یجب العمل بہ من غیربحث-(۸)

حدیث متواتر سے قطعی علم آتا ہے۔۔۔اور اس کے رجال کے متعلق بحث نہیں کی جائے گی بلکہ بغیر بحث کے اس پر عمل واجب ہے۔

حدیث آحاد کی تعریف:

آحاد احد بمعنی واحد کی جمع ہے اور لغت میں خبر واحد کہتے ہیں:

مایروی شخص واحد-(۹)

ایسی خبر کو کہتے ہیں جس کو ایک شخص روایت کرے۔

اور اصطلاح میں خبر واحد سے مراد ہے:

مالم یجمع شروط التواتر-(۱۰)

ایسی خبر جس میں خبر متواتر کی شرائط نہ پائی جائیں۔

خبر واحد کی اقسام:

خبر واحد کی تین اقسام ہیں:

۱۔ مشہور، ۲۔ عزیز، ۳۔ غریب

حدیث مشہور کی تعریف:

لغت میں مشہور شہرت سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، اور شہرت کا معنی ہے واضح ہونا۔(۱۱)

حافظ ابن حجر کہتے ہیں:

سمی بذالک لوضوحہ-(۱۲)

اس (حدیث مشہور) کے واضح ہونے کی وجہ سے اسے مشہور کہا جاتا ہے۔

اور اصطلاح حدیث میں خبر مشہور کہتے ہیں:

ھومارواہ ثلاثۃ فاکثرفی کل طبقۃ مالم یبلغ حدتواتر-(۱۳)

ایسی حدیث جس کو ہر طبقے میں تین یا تین سے زیادہ روایت کریں جب تک حد تواتر کو نہ پہنچے۔

حدیث عزیز کی تعریف:

عزیز، عزیعز یاعزیعز سے صفت مشبہ کاصیغہ ہے ،اگر مضارع مکسور العین ہوتواس کا معنی ہو گا قلیل اور نادر اور اگر مضارع مفتوح العین ہوتواس کا معنی ہوگا قوی اور مضبوط، پہلی صورت میں عزیز کو عزیز اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا وجود قلیل اور نادر ہے اور دوسری صورت میں عزیز کہنے کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے طریق سے آنے کی وجہ سے یہ حدیث مضبوط اور قوی ہو جاتی ہے۔(۱۴)

اصطلاحی اعتبار سے خبر عزیز کہتے ہیں۔

هوان لایروی اقل من اثنین عن اثنین-(۱۵)

ایسی خبر جس کو دو،دو سے کم سے روایت نہ کریں۔

مثال: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بروایت بخاری و مسلم اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بروایت بخاری ہے: **«لا يؤمن أحدكم، حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين(۱۶)**

تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک میں اس کو اسکے والدین،اولاد اور تمام لوگوں میں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔

اس حدیث کی سند کچھ اسطرح ہے:

حدثنا يعقوب بن إبراهيم، قال: حدثنا ابن علية، عن عبد العزيز بن صهيب، عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، ح وحدثنا آدم، قال: حدثنا شعبة، عن قتادة، عن أنس، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم «لا يؤمن أحدكم، حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين»

حدیث غریب کی تعریف:

غریب غرابۃ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے جس کا معنی پردیسی،اجنبی اور پرایا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

ان الاسلام بداغریب،وسیعودغریباکمابدا،فطوبیٰ للغرباء-(۱۷)

اسلام کا آغاز کسمپرسی کی حالت میں ہوا ہے اور عنقریب اس کا پھر وہی حال ہو جائے گا جو ابتداء میں تھا، پس لاچاروں کیلئے خوش حالی ہے۔

اور لسان العرب میں غریب کا معنی کیا گیا ہے:الوحیدالذی لااهل له عنده-(۱۸)

وہ تنہا شخص جس کے پاس اس کے اپنے نہ ہوں۔

ڈاکٹر محمود طحان حدیث غریب کی تعریف کرتے ہیں:

وهومایتفردبروایة راوواحد-(۱۹)

ایسی حدیث جس کو روایت کرنے والا ایک راوی ہو۔

حدیث غریب کی اقسام:

حدیث غریب کے دو اقسام ہیں: ا۔ غریب مطلق، ۲۔ غریب نسبی

غریب مطلق کی تعریف:

هوكانت الغرابة فى اصل سنده-(۲۰)

وہ حدیث جس کی ابتداء سند میں غرابت (تفرد) پائی جائے۔

مثال: انماالاعمال بالنيات-(۲۱)

اس حدیث کو روایت کرنے والے اکیلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔(۲۲)

غریب نسبی کی تعریف:

وهوماكانت الغرابة فى اثناء سنده-(۲۳)

ایسی حدیث جس کے درمیان سند میں تفرد پایا جائے۔

مثال: امام مالک، زہری سے اور زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

ان النبى ﷺدخل مكة يوم الفتح ولاراسه المغفر-(۲۴)

فتح مکہ کے دن نبی ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر پر خود تھا۔

اس حدیث کی روایت میں امام مالک، زہری سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔(۲۵)

بااعتبار قبول ورد حدیث آحاد کی تقسیم:

حدیث آحاد کی دو اقسام ہیں: ا۔ حدیث مقبول، ۲۔ حدیث مردود۔(۲۶)

حدیث مقبول کی تعریف:

هوماترجح صدق المخبربه-(۲۷)

وہ خبر جس کے مخبر صادق راجح ہو۔

حدیث مردود کی تعریف:

هوالذى لم يترجح صدق المخبربه-(۲۸)

ایسی خبر جس کے مخبر کا صدق راجح نہ ہو۔

حدیث مقبول کی تقسیم:

خبر مقبول کی چار اقسام ہیں: ا۔ صحیح لذاتہ ۲، صحیح لغیرہ ۳۔ حسن لذاتہ ۴۔ حسن لغیرہ۔(۲۹)

صحیح لذاتہ کی تعریف:

خبر الآحاد بنقل عدل، تام الضبط، متصل السند، غیر معلل ولا شاذ۔(۳۰)

ایسی خبر آحاد جس کے ناقل عادل، تام الضبط ہوں، اور سند متصل اور علت اور شذوذ (انفرادیت) سے خالی ہو۔

مندرجہ بالا تعریف کے مطابق حدیث صحیح کی پانچ شرائط ہیں:

ا۔راوی کا عادل ہونا۔ ۲۔راوی کا تام الضبط ہونا۔ ۳۔سند کا متصل ہونا۔ ۴۔شذوذ سے خالی ہونا۔ ۵۔علت سے خالی ہونا۔

صحیح لغیرہ کی تعریف:

هوالحسن لذاته اذاروى من طريق آخرمثله اواقوىٰ منه-(۳۱)

صحیح لغیرہ اس حدیث حسن لذاتہ کو کہتے ہیں جو اس جیسی یا اس سے بھی قوی سند کے ساتھ مروی ہو۔

مثال: جیسے محمد بن عمرو ابو سلمہ سے اور ابو سلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لولاان اشق على امتى لامرتهم بالسواك عندكل صلاة۔(۳۲)

ابن صلاح (م ۶۴۳ھ) اس حدیث کی سند کے متعلق کہتے ہیں کہ محمد بن عمرو بن علقمہ صدق اور صیانت میں مشہور ہیں لیکن اہل اتقان سے نہیں ہیں حتیٰ کہ بعض محدثین نے انہیں سوء حفظ کی وجہ سے ضعیف جبکہ بعض نے اس کے صدق کی وجہ سے ثقہ قرار دیا ہے، اس لئے اس کی حدیث حسن ہے اور چونکہ یہ روایت اور طرق سے بھی مروی ہے لھٰذا سوء حفظ کی وجہ سے جو اندیشہ تھا وہ زائل ہو گیا تو حدیث صحیح کے ساتھ لاحق ہو گئی۔(۳۳)

حسن لذاتہ کی تعریف:

حسن یہ حسن سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور حسن و جمال اور خوبصورتی کو کہتے ہیں، اور محدثین کی اصطلاح میں حسن لذاتہ سے مراد ہے :هومااتصل سنده بنقل العدل الذى خفت ضبطه عن مثله الى منتهاه من غيرشذوذولاعلة-(۳۴)

ایسی حدیث جس کی سند متصل، ناقل عادل اور خفیف الضبط ہوں، علت اور شذوذ سے خالی ہو۔

مثال: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان ابواب الجنة تحت ظلال السيوف--(۳۵) بے شک جنت کے دراوازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے قتیبہ سے، قتیبہ جعفر بن سلیمان ضبعی سے، وہ ابو عمران جونی اور وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے بیٹے ابو بکر سے روایت کرتے، اس سند کے تمام رجال سوائے جعفر بن سلیمان کے ثقہ ہیں اور سلیمان بن جعفر وہ حسن الحدیث ہے، اس لیے اس حدیث کا رتبہ صحیح سے کم ہونے کی وجہ سے حسن ہے، اسی لیے امام ترمذی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: ھٰذا حدیث حسن غریب۔(۳۶)

حسن لغیرہ کی تعریف:

هوالضعيف اذاتعددطرقه ولم يكن سبب ضعفه فسق الراوى اوكذبه-(۳۷)

وہ ضعیف حدیث جس کے طرق متعدد ہوں اور ضعیف کا سبب راوی کا فسق یا کذب نہ ہو۔

حدیث ضعیف کی تعریف:

لغوی اعتبار سے ضعیف، ضعف سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے ،اور ضعف ضاء کی فتحہ اور ضمہ دونوں کے ساتھ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔ جیسے: الله الذی خلقکم من ضعفه-(۳۸)

اور میں نے تمہیں (ابتداء میں) کمزور بنایا۔

وعلم ان فيكم ضعفا-(۳۹)

اور اسے علم ہے کہ تم کمزور ہو۔

ضعف، قوت کی ضد ہے اور ضعف جس طرح ظاہری اور حسی ہوتا ہے اسی طرح باطنی اور معنوی بھی ہوتا ہے۔ اصول حدیث کی اصطلاح میں مؤخر الذکر مراد ہے۔

حافظ ابن صلاح (م۶۴۳ھ) اور حدیث ضعیف کی تعریف:

كل حديث لم تجتمع فيه صفات الحديث الصحيح ولاصفات الحديث الحسن المذكورات فيماتقدم-(۴۰)

ایسی حدیث جس میں حدیث صحیح اور حدیث حسن کی مذکورہ صفات نہ پائی جائیں۔

ابن صلاح کی اس تعریف کو محققین کی ایک کثیر تعداد نے معمولی تبدیلی کے ساتھ اختیار کیا ہے، مثلا:

۱۔امام نووی (م۶۷۶ھ) اور حدیث ضعیف کی تعریف:

مالم يوجدشروط الصحة ولاشروط الحسن-(۴۱)

جس میں صحت اور حسن کی شرائط موجود نہ ہوں۔

۲۔ابن ترکمانی (م۷۵۰ھ) اور حدیث ضعیف کی تعریف:

ماليس صحيحاولاحسن-(۴۲)

وہ حدیث جو نہ صحیح ہو اور نہ حسن ہو۔

۳۔ابن کثیر (م۷۷۴ھ) اور حدیث ضعیف کی تعریف:

مالم يجتمع فيه صفات الصحيح ولاصفات الحسن المذكورة فيماتقدم-(۴۳)

جس میں صحیح اور حسن کی صفات نہ پائی جائیں۔

احادیث سے ثابت ہونے والے مسائل

ثبوت عقائد کے لئے درکار حدیث:

عقیدہ کسی بھی مذہب کی اساس اور بنیاد ہوتا ہے۔ جس کا قطعی ہونااور ہر قسم کے وہم واحتمال سے پاک ہوناضروری ہے تاکہ اس کے اوپر یقین کی بنیادرکھی جاسکے، یہاں ظنی دلیل کفایت نہیں کرے گی، چنانچہ

ا۔امام رازی(م۶۰۶ھ)فرماتے ہیں:

اخبارالآحادمظنونة فلم یجزالتمسک بھافی معرفة اللہ تعالیٰ وصفاته-(۴۴)

اخبار آحاد ظن کافائدہ دیتی ہیں لھٰذاان سے اللہ تعالیٰ کی معرفت اوراس کی صفات کے بارے میں استدلال کرناجائز نہیں ہے۔

۲۔علامہ تفتازانی(م۷۹۳ھ)فرماتے ہیں:

لاعبرة بالظن فی الاعتقادیات-(۴۵)

اعتقادیات میں ظن معتبر نہیں ہے۔

۳۔محمد بن احمد سفارینی حنبلی(م۱۱۸۸ھ)فرماتے ہیں:

کل مایطلب فیه الجزم یمتنع التقلیدفیه ،والاخذفیه بالظن،لانه لایفید،وانمایفیده دلیل قطعی-(۴۶)

ہر ایسامعاملہ جس میں جزم مطلوب ہواس میں تقلیداور ظن سے استدلال کرنا ممتنع ہوتا ہے کیونکہ ظن جزم کاافادہ نہیں کرتا، جزم کابس دلیل قطعی افادہ کرتی ہے۔

علماء کی ان تصریحات سے معلوم ہواکہ عقائد کے لیے احادیث متواترہ ہی معتبر ہیں۔عقائد کے لیے احادیث آحاداور ضعیف احادیث معتبر نہیں۔

ثبوب احکام کیلئے درکار حدیث:

احکام کارتبہ عقائد کے بعدآتاہے اس لئے ثبوت احکام کے لئے درکارحدیث کی وہ شرائط اور قیود نہیں ہیں جوکہ ثبوت عقائد کے لئے درکارحدیث کی تھیں۔ یہاں خبرواحد بھی کافی ہے بشرطیکہ صحیح ہو یاکم ازکم حسن ہو۔

حدیث ضعیف اور ثبوت احکام:

حدیث ضعیف سے ثبوت احکام کے متعلق دوقسم کی آراء پائی جاتی ہیں۔

پہلی رائے:

جمہور محدثین اور فقہاء کے نزدیک عقائد کی طرح احکام میں بھی حدیث ضعیف حجت نہیں ہے۔

ا۔سفیان ثوری(م۱۶۱ھ) کی رائے:

لاتاخذواہ ذالعلم فی الحلال والحرام الا من رؤساء المشھورین بالعلم،الذین یعرفون الزیادة والنقصان ،ولاباس بماسویٰ ذالک

منا المشائخ-(۴۷)

حلال و حرام کے بارے میں صرف سر کردہ مشہور علماء سے علم حاصل کرو جنہیں اضافہ اور نقصان کی پہچان ہو، اور اسکے علاوہ امور کے بارے مشائخ سے علم حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ سفیان بن عیینہ (م۱۹۸ھ) کی رائے:

خطیب بغدادی اپنی سند کے ساتھ سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

لاتسمعوامن بقية ماكان فى سنة، واسمعوامنه ماكان فى ثواب وغيره-(۴۸)

تم بقیہ (ضعیف راوی) سے سنت (احکام) کے متعلق حدیثیں نہ لو، اور ثواب وغیرہ کے متعلق اس سے لے لو۔

۳۔ عبدالرحمان بن مھدی (م۱۹۸ھ) کی رائے:

عبدالرحمان بن مہدی لکھتے ہیں:

''اذاروينافى الثواب والعذاب وفضائل الاعمال ،تساهلنافى الا سانيد و الرجال،واذاروينافى الحلال والحرام والاحكام تشددنافى الرجال-(۴۹)

جب ہم ثواب وعقاب اور فضائل اعمال روایت کرتے ہیں تو اسناد اور روایت میں تساہل سے کام لیتے ہیں اور جب حلال و حرام اور احکام کے بارے میں روایت کرتے ہیں تو اسناد اور رجال کی خوب چھان بین کرتے ہیں۔''

دوسری رائے:

احکام میں حدیث ضعیف کے قابل عمل ہونے کے بارے میں عام اصول تو یہی ہے کہ ''لایعمل بہ فی الاحکام'' کیونکہ نہ تو یہ متواتر ہے کہ یقین کی مفید ہو اور نہ ہی آحاد صحیح یا حسن کی ظن کی مفید ہو۔ لیکن یہ اصول علی الاطلاق نہیں ہے، جیسا کہ شیخ احمد صدیق غمازی (م۱۳۸۰ھ) نے کہا کہ:

''الاحتجاج بالضعيف فى الاحكام ليس هوخاصابالمالكيه بل كل الائمة يحتجون به - ولذالک كان قولهم الضعيف لايعمل به فى الاحكام قولاليس على الاطلاق-(۵۰)

احکام میں حدیث ضعیف سے استدلال کرنا مالکیہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ تمام ائمہ اس سے استدلال کرتے ہیں لھذا ''الضعیف لایعمل بہ فی الاحکام'' والا قول مطلق نہیں ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ فقہاء بالخصوص ائمہ اربعہ اور محدثین کی ایک بہت بڑی تعداد مخصوص حالات کے اندر احکام میں بھی حدیث ضعیف کو بھی قبول کر لیتے ہیں۔ ذیل میں ان مخصوص حالات کا ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

پہلا اصول:

۱۔ حدیث ضعیف کے سوا حدیث موجود نہ ہو:

جب کسی مسئلہ پر صرف ضعیف حدیث موجود ہو اور صحیح یا حسن حدیث دستیاب نہ ہو تو اس صورت میں قیاس پر عمل کرنے سے حدیث ضعیف پر عمل کرنا اولی ہے، اور یہ ائمہ اربعہ اور کئی محدثین کا مذہب ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حدیث ضعیف کی قیاس پر تقدیم:

۱۔ ابن حزم (م ۴۵٦ھ) امام اعظم کے متعلق کہتے ہیں:

''قال ابوحنیفة:الخبرالضعیف عن رسول اللہ ﷺ اولیٰ من القیاس ولایحل القیاس مع وجودہ-(۵۱)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی خبر ضعیف، قیاس سے اولی ہے۔ اور اس کے ہوتے ہوئے قیاس کرنا جائز نہیں ہے۔''

۲۔ ابن قیم (م ۷۵۱ھ) امام اعظم کی طرف سے اس اصول پر مثالیں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام ابو حنیفہ نے حدیث قہقہہ کو قیاس پر مقدم کیا ہے حالانکہ محدثین کا اس کے ضعف پر اجماع ہے، اور وضو والی حدیث کو قیاس پر مقدم کیا ہے حالانکہ اکثر محدثین اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ حیض کی مدت دس دن والی حدیث کو قیاس پر مقدم کیا ہے۔ حالانکہ بالاتفاق یہ حدیث ضعیف ہے، اور دس درہم سے کم مہر نہیں والی حدیث کو قیاس پر مقدم کیا حالانکہ اس کے ضعف بلکہ بطلان پر اجماع ہے۔''(۵۲)

امام مالک بن انس رحمہ اللہ اور حدیث ضعیف کی قیاس پر تقدیم:

اصول مذکور کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ کی رائے کو ابن قیم بیان کرتے ہیں:

''وامام مالک فانه یقدم الحدیث المرسل والمنقطع والبلاغات وقول الصحابی علی القیاس-(۵۳)

امام مالک حدیث مرسل، منقطع، بلاغات اور قول صحابی کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں۔''

امام شافعی اور حدیث ضعیف کی قیاس پر تقدیم:

ابن قیم لکھتے ہیں:

''امام شافعی نے وج (نامی بستی) کے شکار کے حرام ہونے والی خبر، مکروہ وقت میں مکہ کے اندر نماز کے جائز ہونے والی خبر اور ایک قول کے مطابق ''من قاء اور فع فلیتوضاو لیبن علی صلاته'' والی حدیث کو ضعیف ہونے کے باوجود قیاس پر مقدم کیا ہے۔''(۵۴)

امام احمد بن حنبل اور حدیث ضعیف کی قیاس پر تقدیم:

ابن قیم لکھتے ہیں:

''جن اصول پر امام احمد نے اپنے فتاویٰ کی بنیاد رکھی ہے، ان میں سے چوتھی اصل مرسل اور ضعیف حدیث سے اخذ کرنا ہے جبکہ اس باب میں اس کے معارض قولی شے نہ ہو، اور امام احمد ضعیف حدیث کو قیاس پر راجح قرار دیتے ہیں۔''(۵۵)

امام ابو داؤد اور حدیث ضعیف کی قیاس پر تقدیم:

ابن مندہ (م ۳۹۵ھ) لکھتے ہیں:

امام ابو داؤد، امام نسائی کی سی روش اختیار کرتے تھے، اور اسناد ضعیف کی تخریج کرتے تھے کیونکہ یہ ان کے نزدیک قیاس سے اقویٰ ہے۔(۵۶)

امام ثوری، اوزاعی، ابو حاتم رازی، ابن حزم اور حدیث ضعیف کی قیاس پر تقدیم:

خلیل بن ابراہیم ملا خطر لکھتے ہیں:

اور یہ (اصول مذکور) ثوری، اوزاعی، ابو حاتم رازی اور ابن حزم کا مذہب ہے۔(۵۷)

حدیث ضعیف کی قیاس پر تقدیم اور ائمہ کا اجماع:

اصول مذکور پر ابن قیم تمام ائمہ کا اتفاق نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور کوئی امام ایسا نہیں ہے جو امام احمد بن حنبل کے ساتھ اس اصول میں متفق نہ ہو، کیونکہ ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو حدیث ضعیف کو قیاس پر مقدم نہ کرتا ہو''۔(۵۸)

دوسرا اصول:

حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں احتیاط ہو:

جب حدیث ضعیف میں کسی کام کی کراہت یا انکار بیان کیا گیا ہو تو احتیاطا اس ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ اس اصول کو کئی ایک محققین نے اختیار کیا ہے، مثلا

امام شافعی (م ۲۰۴ھ) اور احتیاطا حدیث ضعیف پر عمل:

امام ماوردی (م ۴۵۰ھ) امام شافعی کے متعلق فرماتے ہیں:

''جب مرسل کے علاوہ کوئی دلیل موجود نہ ہو تو امام شافعی اس سے استدلال کرتے ہیں، یعنی جب مرسل منع پر دلالت کرے اور اس کے علاوہ وہ دلیل موجود نہ ہو''۔(۵۹)

امام نووی اور احتیاطا حدیث ضعیف پر عمل:

امام نووی (م ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''رہے احکام جیسے حلال، حرام، بیع، نکاح اور طلاق وغیرہ تو ان میں صرف صحیح یا حسن حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ مگر یہ کہ ان میں سے کسی کے اندر احتیاط ہو، جیسا کہ جب کوئی ضعیف حدیث کسی کاروبار یا نکاح کی کراہت کے بارے میں وارد ہو تو اس سے بچنا مستحب ہے، ہاں واجب

نہیں ہے۔"(٦٠)

علامہ جلال الدین سیوطی (م۹۱۱ھ)اوراحتیاطاحدیث ضعیف پر عمل:

حافظ سیوطی فرماتے ہیں:

ويعمل بالضعيف ايضافى الاحكام ،اذاكان فيه احتياط-(٦١)

احکام میں بھی حدیث ضعیف پر عمل کیاجائے گا جبکہ اس کے اندر احتیاط ہو۔

تیسرااصول:

حدیث ضعیف مفیداستحباب ہو:

احکام کے کئی مراتب ہیں، جیسے فرض اور حرام، واجب اور مکروہ تحریمی، سنت موکدہ اوراساءت، سنت غیر موکدہ اور مکروہ تنزیہی، مستحب اور خلاف اولی، اور مباح، اسی طرح اس کے بالمقابل احادیث میں بھی درجات ہیں، مثلا متواتراور آحاد پھرآحاد کے تین درجے ہیں: صحیح، حسن اور ضعیف، توجمہور علماء کم درجے والا حکم یعنی مستحب پر کم درجے والی حدیث یعنی ضعیف حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

امام ابن الہمام (م۸٦١ھ) فرماتے ہیں:

والاستحباب يثبت بالضعيف غيرالموضوع-(٦٢)

اور استحباب موضوع کے علاوہ ضعیف حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

ثبوت فضائل کے لیے درکار حدیث:

حدیث سے ثبوت پانے والے مطالب میں فضائل و مناقب کا عقائد اوراحکام کے بعد تیسرا نمبر ہے، لہٰذاان کا ثبوت عقائد واحکام کو ثابت کرنے والی حدیث سے کم درجہ والی حدیث سے بھی ممکن ہے۔

حدیث ضعیف اور ثبوت فضائل ومناقب:

فضائل ومناقب کو حدیث ضعیف سے ثابت کیاجاسکتا ہے یانہیں؟اس بارے میں دومذہب ہیں، چنانچہ جمہور کے نزدیک فضائل ومناقب میں حدیث ضعیف مقبول اور معمول بہا ہے جبکہ بعض علماء کے نزدیک احکام کی طرح فضائل ومناقب میں بھی ضعیف حدیث غیر مقبول ہے۔

پہلا مذہب:

احکام کی طرح فضائل ومناقب کے ثبوت کے لئے بھی حدیث صحیح یا کم از کم حسن ہونی چاہیے، ضعیف حدیث سے فضائل ومناقب کو ثابت نہیں کیاجاسکتا۔ یہ مذہب اور رائے مندرجہ ذیل محققین کی طرف منسوب ہے۔

ابن حزم، ابن تیمیہ، قاضی شوکانی

امام ابن حزم (م۴۵۶ھ) کی رائے کا جائزہ:

ابن حزم کی طرف اس بات کو منسوب کرنا مناسب نہیں کیونکہ وہ خود اپنی کتاب میں جمہور کے ساتھ ہیں کہ ضعیف حدیث فضائل و مناقب میں جائز ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب المحلیٰ میں لکھتے ہیں:

"اس جیسے اثر کو اگرچہ حجت نہیں بنایا جاتا، مگر اس کے علاوہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث نہ ملی، اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا رائے سے ضعیف حدیث ہمیں زیادہ محبوب ہے۔"(۶۳)

ابن تیمیہ (م۷۲۸ھ) کی رائے کا جائزہ:

حدیث ضعیف پر عمل کے بارے میں ابن تیمیہ کی تصریحات میں تضاد پایا جاتا ہے۔ قاعدہ جلیلہ فی التوسل والوسیلہ میں مطلقاً انکار کی تصریح کی ہے، جبکہ مجموع الفتاویٰ میں فضائل اعمال میں قابل قبول ہونے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"جب کسی عمل کی فضیلت و ثواب یا کراہت و عقاب کے بارے میں کوئی حدیث مروی ہو اور اس کے موضوع ہونے کے بارے میں یقین نہ ہو تو اس کو روایت کرنا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے"۔(۶۴)

قاضی شوکانی (م۱۲۵۰ھ) کی رائے کا جائزہ:

اس حوالے سے قاضی شوکانی کی عبارات بھی متعارض ہیں کیونکہ ابن عبدالبر کے قول:

اهل العلم بجماعتهم يتساهلون فى الفضائل ،فيرونها عن كل ،وانمايشددون فى احاديث الاحكام-

پر تعجب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واقول :ان الاحكام الشرعيه متساوية الاقدام لافرق بينها---

اور ادھر مغرب سے عشاء کے درمیان نمازوں کی کثرت پر ضعیف احادیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"باب میں ذکر کردہ آیات اور احادیث مغرب اور عشاء کے درمیان نماز کی کثرت کے مشروع ہونے پر دلیل ہیں۔ اور احادیث اگرچہ ان میں اکثر ضعیف ہیں، لیکن مجموعی حیثیت سے استدلال کے قابل ہیں، خاص طور پر فضائل اعمال میں۔"(۶۵)

دوسرا مذہب:

جمہور علماء کے نزدیک بلکہ امام نووی، ملا علی قاری اور ابن حجر ہیتمی کے مطابق تمام علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے۔ جیسا کہ ائمہ اربعہ اور ان کے علاوہ سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبداللہ بن مبارک، یحیٰ بن سعید قطان، امام بخاری، امام مسلم، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، ابن قدامہ، ابن حزم، خطیب بغدادی، ابن عبدالبر، ابن صلاح، ابن حجر ہیتمی، ابن حجر عسقلانی، جلال الدین سیوطی، جلال الدین محلی، جلال الدین دوانی، حافظ ناصرالدین دمشقی، شیخ الاسلام زکریا انصاری، خطیب شربینی، علامہ حلبی، ابن تیمیہ، ابن سیدالناس، جلال الدین سیوطی، امام طیبی، ابن کثیر، علامہ زرکشی، حافظ عراقی، میر سید شریف،، ابن

الوزیر یمنی، حافظ سخاوی، قاضی شوکانی، علامہ عبدالحیی لکھنوی اور عبدالعزیز پرہاروی وغیرہ محققین کے نزدیک حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے۔

حدیث ضعیف پر عمل کے متعلق محدثین کی آراء

عبداللہ بن مبارک (م۱۸۱ھ) کے نزدیک حدیث ضعیف پر عمل:

امام ابن ابی حاتم لکھتے ہیں:

"عبداللہ بن مبارک نے ایک ضعیف راوی سے روایت کی تو ان سے پوچھا گیا کہ یہ تو ضعیف ہے! تو آپ نے کہا کہ اتنی مقدار یا ایسی چیزوں کو اس سے روایت کیا جاسکتا ہے، میں (ابو حاتم) نے عبدہ بن سلیمان سے پوچھا ایسی چیزوں سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: ادب، نصیحت اور زہد کے بارے میں"۔(٦٦)

یحییٰ بن سعید قطان (م۱۹۸ھ) کے نزدیک حدیث ضعیف پر عمل:

خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

"یحییٰ بن سعید نے کہا کہ تم ایسی قوم سے تفسیر لینے سے تساہل سے کام لے لیا کرو جن کی محدثین، حدیث میں توثیق نہیں کرتے۔ پھر آپ نے لیث، ابن ابی اسلم، ضحاک، اور محمد بن سائب کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ لوگ قابل تعریف نہیں ہیں لیکن ان سے تفسیر لی جاسکتی ہے۔"(٦٧)

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم (م۳۲۷ھ) کے نزدیک حدیث ضعیف پر عمل:

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے الجرح والتعدیل میں لکھا:

باب فی الادب والموعظ انھاتحتمل الروایة عن الضعاف-(٦٨)

آداب و مواعظ کے متعلق ضعیف راویوں سے روایت کی جاسکتی ہے۔

ابن قدامہ (م٦٢٠ھ) کے نزدیک حدیث ضعیف پر عمل:

ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

فان النوافل والفضائل لایشترط صحة الحدیث فیھا-(٦٩)

نوافل اور فضائل میں حدیث کا صحیح ہونا شرط نہیں ہے۔

امام نووی (م٦٧٦ھ) کے نزدیک حدیث ضعیف پر عمل:

(ا) امام نووی: من حفظ علی امتی اربعین حدیثا کے ضعف کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

واتفق الحفاظ علی انه حدیث ضعیف وان کثرت طرقة-(٧٠)

اس حدیث کے طرق کثیر ہونے کے باوجود حفاظ نے اس کے ضعف پر اتفاق کیا ہے۔

پھر آگے کہتے ہیں:

وقداتفق العلماء علی جوازالعمل الحدیث الضعیف فی الفضائل الاعمال-(۷۱)

علماء کااتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے۔

(۲)امام نووی رحمہ اللہ المجموع شرح المہذب میں فرماتے ہیں:

"اور مختار خط کااستحباب ہے، کیونکہ اگرچہ اس میں حدیث ثابت نہیں ہے لیکن اس سے نمازی کے لئے حریم(جس کی وجہ سے حفاظت ہو)حاصل ہوتی ہے۔اور ہم پہلے حلال وحرام کے علاوہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کے بارے میں علماء کااتفاق ذکر کر چکے ہیں۔"(۷۲)

امام ابن حجر عسقلانی(م ۸۵۲ھ)کے نزدیک حدیث ضعیف پر عمل:

ابن حجر عسقلانی،ابن جوزی کے ترغیب وترہیب میں قابل عمل ضعیف حدیثوں کو موضوعات میں داخل کرنے پر تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابن جوزی نے اپنی کتاب میں حدیث منکراوراس ضعیف حدیث کو بھی ذکر کر دیاہے،جو ترغیب وترہیب میں قابل عمل ہیں"۔(۷۳)

علامہ ملاعلی قاری(م ۱۰۱۴ھ)کے نزدیک حدیث ضعیف پر عمل:

ملاعلی قاری فرماتے ہیں:

والضعیف یعمل به فی فضائل الاعمال اتفاقا-(۷۴)

حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں متفقہ طور پر عمل جائز ہے۔

خلاصہ تحقیق:

(۱) ابتدائی طورپر حدیث کی دواقسام ہیں:حدیث متواتراور حدیث آحاد،پھر متواتر دو قسم پر ہے:متواتر لفظی اور متواتر معنوی۔جبکہ حدیث آحاد کی تین قسمیں ہیں:مشہور،عزیزاور غریب۔پھر غریب کی دو قسمیں ہیں:غریب مطلق اور غریب نسبی۔عمل کے لحاظ سے حدیث آحاد کی دو قسمیں ہیں:مقبول ومردود،پھر مقبول کی چار قسمیں ہیں: صحیح لذاتہ،صحیح لغیرہ،حسن لذاتہ،حسن لغیرہ۔

(۲) چونکہ عقیدہ کسی بھی مذہب کی اساس اور بنیاد ہوتاہے۔جس کا قطعی ہونااور ہر قسم کے وہم واحتمال سے پاک ہوناضروری ہے تاکہ اس کے اوپر یقین کی بنیادرکھی جاسکے،یہاں ظنی دلیل کفایت نہیں کرتی اسلئے عقائد کے لئے احادیث متواترہ ہی معتبر ہیں۔عقائد کے لئے احادیث آحاداور ضعیف احادیث معتبر نہیں۔

(۳) احکام کارتبہ عقائد کے بعد آتاہے اس لئے ثبوت احکام کے لئے درکار حدیث کی وہ شرائط اور قیود نہیں ہیں جو کہ ثبوت عقائد کے لئے درکار ہیں۔یہاں خبر واحد بھی کافی ہے بشرطیکہ صحیح یاحسن ہو۔لیکن حدیث ضعیف سے ثبوت احکام کے متعلق دو قسم کی آراء پاجاتی

ہیں۔

پہلی رائے: جمہور محدثین اور فقہاء کے زندیک عقائد کی طرح احکام میں بھی حدیث ضعیف حجت نہیں۔

دوسری رائے: احکام میں حدیث ضعیف کے قابل عمل ہونے کے بارے میں عام اصول تو یہی ہے کہ "لا یعمل فی الاحکام" یعنی احکام میں ان پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ نہ تو یہ متواتر ہے کہ یقین کا فائدہ دے، اور نہ ہی آحاد ہے کہ ظن کا فائدہ دے۔ لیکن یہ اصول علی الاطلاق نہیں، یعنی اس اصول کا اطلاق ہر جگہ نہیں ہوتا، اسلئے فقہاء اور ائمہ اربعہ اور محدثین کی ایک بہت بڑی تعداد مخصوص حالات کے اندر احکام میں بھی حدیث ضعیف کو قبول کر لیتے ہیں۔

(۴) فضائل و مناقب کو حدیث ضعیف سے ثابت کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں دو مذہب ہیں، چنانچہ جمہور کے نزدیک فضائل و مناقب میں حدیث ضعیف مقبول اور معمول بہا ہے جبکہ بعض علماء کے نزدیک احکام کی طرح فضائل و مناقب میں بھی ضعیف حدیث غیر مقبول ہے، لیکن جمہور کی رائے کا احترام کرتے ہوئے فضائل و مناقب میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

۱ الطحان، محمود، الدکتور: تیسیر مصطلح الحدیث، مطبوعہ مکتبۃ المعارف، ۲۰۱۰ء: ص، ۲۳

۲ النووی، یحیٰ بن شرف، ابوزکریا، محی الدین: المنہاج شرح صحیح مسلم، مطبوعہ المطبعۃ المصریہ، ۱۹۲۹ء، ۱/۱۳۱۳

۳ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، الحافظ: نزھۃ النظر، مطبوعہ مطبعۃ السفیر الریاض، ۱۴۲۲ھ، ص ۳۷

۴ طحان: تیسیر مصطلح الحدیث، ص ۲۵

۵ القشیری، مسلم بن حجاج: صحیح مسلم، مقدمہ، باب فی التحذیر من الکذب علی رسول اللہ ﷺ: رقم الحدیث: ۳

۶ (طحان: تیسیر مصطلح الحدیث، ص ۲۵

۷ ایضا

۸ ابن حجر عسقلانی: نزھۃ النظر، ص ۴۳

۹ ایضا

۱۰ ایضا ص ۵۵

۱۱ الرازی، محمد بن ابی بکر، زین الدین: مختار الصحاح، مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ، ص ۱۷۰

۱۲ ابن حجر عسقلانی: نزھۃ النظر: ص ۵۵

۱۳ طحان: تیسیر مصطلح الحدیث: ص ۲۴

۱۴ ایضا

۱۵ ابن حجر عسقلانی: نزحۃ النظر: ص ۵۰

۱۶ بخاری، محمد بن اسمٰعیل، امام، ابوعبداللہ: الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان، رقم الحدیث: ۱۵

۱۷ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ: سنن ترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء ان الاسلام بدا غریبا، رقم الحدیث: ۲۶۲۹

۱۸ ابن منظور، محمد بن مکرم، افریقی: لسان العرب، مکتبۃ المعارف، دار صادر، ۴۲۹/۱

۱۹ طحان: تیسیر مصطلح الحدیث: ص ۲۷

۲۰ ایضا ص ۲۸

۲۱ بخاری: الجامع الصحیح: رقم الحدیث: ۱

۲۲ طحان: تیسیر مصطلح الحدیث، ص ۲۸

۲۳ ایضا

۲۴ بخاری: الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۴۲۸۶

۲۵ طحان: تیسیر مصطلح الحدیث، ص ۲۸

۲۶ ابن حجر عسقلانی: نزھۃ النظر، ص ۲۰۱

۲۷ طحان: تیسیر مصطلح الحدیث، ص ۲۹

۲۸ ایضا

۲۹ ابن حجر عسقلانی: نزھۃ النظر، ص ۶۷

۳۰ ایضا

۳۱ ایضا

۳۲ ترمذی: سنن الترمذی: رقم الحدیث: ۲۲

۳۳ طحان: تیسیر مصطلح الحدیث، ص ۴۳

۳۴ ایضا

۳۵ ترمذی: سنن الترمذی: رقم الحدیث: ۱۶۵۹

۳۶ ایضا

۳۷ طحان: تیسیر مصطلح الحدیث، ص ۴۳

۳۸ الروم: ۳

۳۹ الانفال: ۶۶

۴۰ ابن صلاح، عثمان بن عبد الرحمٰن، ابو عمر، تقی الدین: معرفۃ انواع علوم الحدیث، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۰ء، ص ۱۱۲

۴۱ النووی، یحیٰی بن شرف، محی الدین: تقریب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۱ء، ص ۵

۴۲ ابن ترکمانی، علی بن عثمان، علاء الدین، الماردینی: المنتخب فی علوم الحدیث، دار البشائر الاسلامیہ، ۲۰۰۸ء، ص ۵۲

۴۳ ابن کثیر، اسمٰعیل بن عمر، ابو الفداء، عماد الدین: الباعث الحثیث الیٰ اختصار علوم الحدیث، دار فواز، ۱۹۲۲ء، ص ۱۲۱

۴۴ رازی، محمد بن عمر، فخر الدین: اساس التقدیس فی علم الکلام، موسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ، ص ۱۲۷

۴۵ تفتازانی، مسعود بن عمر، سعد الدین: شرح المقاصد، دار امعارف النعمانیہ، پاکستان، ۱۴۰۱ھ، ۶/۱

۴۶ سفارینی، محمد بن احمد، حنبلی: لوامع الانوار البہیہ، مؤسسۃ الخافقین ومکتبتہا، دمشق، ۱۴۰۱ء، ص ۱

۴۷ جرجانی، عبداللہ بن عدی، ابو احمد: الجرح والتعدیل، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۷ء، ص ۲۵۷

۴۸ ابن ابی حاتم، عبدالرحمٰن بن محمد: الجرح والتعدیل، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۵۲ء، ص ۳۰

۴۹ حاکم، محمد بن عبداللہ، نیشاپوری: المدخل الی کتاب الاکلیل، دار الدعوۃ الاسکندریہ، س ن، ص ۲۹

۵۰ غمازی، احمد بن محمد بن صدیق: المثنونی والبتار، مطبعۃ الاسلامیہ، ازھر، مصر ۱۳۵۲ھ، ۱۸۰/۱

۵۱ ابن حزم، علی بن احمد، ظاہری: الاحکام فی اصول الاحکام، دار آفاق الجدیدۃ، بیروت، س ن، ص ۵۴

۵۲ ابن قیم، محمد بن ابی بکر، جوزیہ: اعلام الموقعین عن رب العٰلمین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۱ء، ۲۶/۱

۵۳ ایضا

۵۴ ایضا

۵۵ ایضا

۵۶ ابن مندہ، محمد بن اسحاق، عبدی: فضل الاخبار وشرح مذاہب اھل الآثار حقیقۃ السنن، دار المسلم، ریاض، ۱۴۱۴ھ، ص ۴۳

۵۷ ملا خاطر، خلیل بن ابراھیم، غرامی: خطورۃ المساواۃ الحدیث الضعیف بالموضوع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۸ء، ص ۶۵

۵۸ ابن قیم: اعلام المؤقعین عن رب العالمین، ۲۶/۲

۵۹ سخاوی، محمد بن عبدالرحمٰن، حافظ: فتح المغیث، مکتبۃ السنہ، ۲۰۰۳ء، ۳۴۲/۱

۶۰ نووی، یحیٰ بن شرف، ابو زکریا: الاذکار، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۴ء، ص ۸

۶۱ سیوطی، جلال الدین، حافظ: تدریب الراوی، دار طیبہ، س ن، ۳۵۱/۱

۶۲ البانی، محمد ناصر الدین: سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، ۲۴۹/۱۱، دار المعارف، ریاض ۱۹۹۲ء، ۵۱۴۸

۶۳ ابن حزم، علی بن احمد، ظاہری: المحلیٰ بالآثار، دار الفکر، بیروت، س ن، ۶۱/۳

۶۴ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحکیم، ابو العباس: مجمعوع الفتاویٰ، مجمع الملک فہد، مدینہ منورہ، ۱۹۹۵ء، ص ۱۸، ۶۶، ۶۵

۶۵ شوکانی، محمد بن علی، قاضی: الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن، ص ۲۸۳

۶۶ ابن ابی حاتم: الجرح والتعدیل، ص ۳۰

۶۷ خطیب بغدادی، احمد بن علی، ابو بکر: الکفایہ فی علم الروایہ، المکتبۃ الاعلمیہ، مدینہ منورہ، ۱۳۴۰ء، ۱۹۴/۲

۶۸ ابن ابی حاتم: الجرح والتعدیل، ص ۳۰

۶۹ ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، حنبلی: المغنی، مکتبۃ القاہرہ، مصر، ۱۹۶۸ء، ۹۸/۱

۷۰ نووی، یحیٰ بن شرف، ابو زکریا: الاربعین النوریہ مع الشرح لابن دقیق العید، مؤسسۃ الریان، ۲۰۰۳ء، ص: ۱۷

۷۱ ایضا

۷۲ نووی، یحیٰ بن شرف، ابو زکریا: المجموع شرح المہذب، دار الفکر، بیروت، س ن، ۲۴۸/۳

۷۳ ابن حجر عسقلانی: النکت، ص۱۲۶

۷۴ قاری، علی بن سلطان، ملا: مرقاۃ شرح مشکاۃ المصابیح، دار الفکر، بیروت، ۲۰۰۲ء، ۲/۱۲۲۷